تحریک جدید کے سال نو کا اعلان۔ دفتر اول کے کھاتوں کو زندہ رکھیں اور چندہ دہندگان میں اضافہ کریں۔ اسیران کے لئے دعا کا خصوصی ایک دن

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۴ رنومبر ۱۹۸۸ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:۔

آج نومبر کی چار تاریخ ہے اور یہ وہ مہینہ ہے جس میں ہر سال تحریک جدید کے نئے سال کا آغاز ہوا کرتا ہے۔ اس نسبت سے یا تو اکتوبر کے آخری جمعہ میں یا نومبر کے پہلے جمعہ میں تحریک جدید کے آئندہ سال کا باقاعدہ رسمی طور پر آغاز کا اعلان کیا جاتا ہے۔ تحریک جدید کو قائم ہوئے اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج ۵۴ سال گزر چکے ہیں اور ۵۵ ویں سال کے آغاز کا اعلان کیا جائے گا۔ جو دفتر یعنی جو پہلے چندہ دہندگان تحریک جدید میں شامل ہوئے ان کی فہرست کا نام دفتر اول ہے اور آج بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے دفتر اول کے بہت سے چندہ دہندگان زندہ موجود ہیں اور باقاعدہ اپنے چندے کو مسلسل آگے بڑھاتے چلے جارہے ہیں۔ ایک تعداد ان میں ایسی تھی جو فوت ہوگئی اور سال بہ سال طبعی بات ہے کہ اس دفتر میں کمی واقع ہونی تھی لیکن چونکہ میں نے تحریک کی تھی کہ جہاں تک ممکن ہو دفتر اول کے مجاہدین کا نام ہمیشہ زندہ رکھا جائے۔ اس لئے ہر سال اب خدا تعالیٰ کے فضل سے اس دفتر کی تعداد میں بھی ایک دفعہ گرنے کے باوجود اضافہ ہونا شروع ہو گیا ہے۔ یعنی کل اصل تعداد میں تو اضافہ ہو نہیں سکتا کیونکہ یہ دفتر تقریباً دس سال کے بعد ان معنوں میں بند کر دیا گیا تھا کہ اب اس دفتر

میں مزید کوئی چندہ دہندہ شامل نہیں ہوگا بلکہ دفتر دوم کی فہرست میں وہ نام لکھے جائیں گے جو اس پاکیزہ مبارک تحریک میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ تو دفتر دوم چونکہ دفتر اول کے دس سال کے بعد قائم کیا گیا اس کو اب پینتالیس (۴۵) واں سال ہے۔ یہ بات میں اس لئے کھول کر سمجھا رہا ہوں کہ اس کے بعد میں جماعت کو ایک امر کی یاد دہانی کروانا چاہتا ہوں۔ بہر حال اس پہلے دس سال میں جتنے بھی سعید بخت احمدیوں کو توفیق ملی کہ وہ اس تاریخی اور عظیم تحریک میں شامل ہو سکیں ان کے بعد دوبارہ اس میں نئے نام کی کوئی گنجائش نہیں رہی اور مسلسل وہی فہرست ہے جو آج تک چلی آرہی ہے اور وہی لوگ ہیں کہ جن میں سے جو زندہ ہیں وہ اب بھی چندہ دے رہے ہیں۔

تو میں نے گزشتہ چند سال پہلے یہ تحریک کی تھی کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کی قربانیاں حیرت انگیز اور نہایت عظیم الشان ہیں باوجود اس کے کہ ان دنوں روپوں کے لحاظ سے ان کے چندے کی کل مقدار آج کل کے چندے کی مقدار کے مقابل پر کچھ بھی نہیں تھی لیکن جہاں تک خلوص کا تعلق ہے، جہاں تک تقویٰ کے ساتھ خدا کے حضور کچھ پیش کرنے کا تعلق ہے، جہاں تک آمد کے تناسب سے قربانی کا تعلق ہے ان لوگوں نے عظیم الشان قربانیاں دیں اور اس عظیم الشان قربانی میں بالا رادہ بھی شامل ہوئے اور بعض دفعہ ایسا بھی ہوا کہ غیر ارادی طور پر اس عظیم الشان قربانی میں شامل ہوئے اور پھر اس کو نبھاتے چلے گئے۔ غیر ارادی طور پر اس طرح کہ جب حضرت مصلح موعودؓ نے تحریک فرمائی ۱۹۳۴ء میں تو اس وقت بہت سے سننے والوں نے یہ سمجھا کہ یہ صرف ایک سال کے لئے تحریک ہے۔ چنانچہ انہوں نے اس خیال سے اپنی سالانہ طاقت سے بہت بڑھ کر اس میں حصہ لے لیا اور خیال یہ کیا کہ کچھ قرض اٹھا لیں گے ایسی تحریکات روز روز تو نہیں ہوا کرتیں۔ چنانچہ انہوں نے اس اندازے کے مطابق زیادہ دیتے ہیں اور باقی قرضے بعد میں پورے کرتے رہیں گے اپنی سالانہ توفیق کے مقابل پر بہت زیادہ قربانی میں حصہ لے لیا۔ کچھ مہینوں کے بعد جب حضرت مصلح موعودؓ سے وضاحت کروائی گئی تو ان میں سے ایک بھی ایسا نہیں جس نے پیچھے قدم اٹھایا ہو۔ بلا استثناء ہر ایک نے یہ عہد کیا کہ جو خدا سے میں ایک دفعہ وعدہ کر چکا ہوں اس سے پیچھے قدم نہیں اٹھانا ہمارا کامل توکل اپنے رب پر ہے اور وہی ہمیں وعدے پورے کرنے کی توفیق عطا فرماتا رہے گا۔ چنانچہ اس لحاظ سے ان کے توکل کو خدا نے سچا کر دکھایا اور نہ صرف یہ کہ وہ پیچھے نہیں ہٹے بلکہ تادم واپسیں جو ان میں سے فوت

ہوئے آخر وقت تک کامل وفا کے ساتھ اس عہد کو نبھاتے رہے۔

ان دنوں جماعت کے اقتصادی حالات بہت ہی ناگفتہ بہ تھے اور قادیان کی تو بھاری اکثریت غرباء اور درویشوں پر مشتمل تھی۔ ایسے حالات تھے کہ جماعت کو بعض دفعہ مہینوں انجمن کے ملازموں کو تنخواہ دینے کے لئے پیسے نہیں ملتے تھے، بعض دفعہ حضرت مصلح موعودؓ قرض اٹھا کر ان کو تنخواہیں دیا کرتے تھے تنخواہیں تو کہنا درست نہیں جو بھی معمولی گزارے مقرر تھے اور یا بعض دفعہ کئی کئی مہینے یہ اعلان کیا جاتا تھا کہ آپ حسب توفیق اپنے طور پر قرضے اٹھالیں اور جب جماعت کو توفیق ملے گی آپ کو آپ کے گزارے دے دیئے جائیں گے۔ ان حالات میں جب اس قربانی کو دیکھتے ہیں تو اس کی عظمت اور بھی زیادہ نمایاں ہو کر دکھائی دینے لگتی ہے۔

پھر اس دفتر کی ایک عظمت ایسی ہے جو پھر دوبارہ کبھی کسی دفتر کو نصیب نہیں ہو سکتی یعنی اس میں صحابہ کی بہت بڑی تعداد شامل تھی اور ان صحابہ میں سے اب صرف گنتی کے رہ گئے ہیں جو دفتر اول میں شامل تھے۔ پس اس دفتر نے تو لازماً رفتہ رفتہ تاریخ کی یادیں بن جانا تھا اور گزرے ہوئے وقتوں کی کہانی ہو جانا تھا۔ اس لئے میں نے یہ تحریک کی تھی کہ جہاں تک بھی جماعت کو توفیق ہو کھود کر، کرید کرید کر ان لوگوں کے متعلق معلوم کریں کہ ان کی اولادیں کہاں ہیں۔ کون ان کے عزیز ہیں جو براہ راست اولاد نہ بھی ہوں تو اب ان رفتگان کے کئے ہوئے وعدوں کو دوبارہ از سرِ نو پیش کریں اور یہ عہد کریں کہ وہ انشاء اللہ اور بعد میں ان کی نسلیں بھی ان کے وعدوں میں اضافہ کرتی چلی جائیں گی اور اضافہ کے ساتھ جماعت کو پیش کرتی چلی جائیں گی۔ اس لحاظ سے یہ دفتر ہمیشہ ہمیش کے لئے زندہ ہو سکتا ہے۔

چنانچہ اس اعلان کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے کسی حد تک جماعت کو توفیق ملی اور ہر سال اس دفتر میں دوبارہ اضافہ ہونا شروع ہو گیا ہے۔ لیکن جو خاص بات میں آپ کے سامنے آج رکھنی چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ وہ سارے کھاتے اگر زندہ نہیں ہوئے تو اس میں جماعت کا کوئی قصور نہیں ہے۔ تحریک جدید جس کے سپرد یہ کام کیا گیا تھا انہوں نے پوری ہوش مندی سے یہ کام نہیں کیا۔ بار بار دفتر مال کو میں نے نصیحت کی، سمجھایا کہ اس طریق پر کام کریں لیکن پھر یہی جواب آتا تھا کہ جی پتا نہیں لگ رہا کہ کون کہاں ہے۔ چنانچہ میں نے ان سے کہا کہ آپ کے جتنے نام تلاش ہو سکے ہیں ان پر نشان ڈالیں اور ساری کتاب مجھے بھجوائیں اور میں خود اپنے ہاتھ میں لیتا ہوں کہ کس طرح ان بزرگوں کو تلاش

کیا جائے اوران کی اولادوں کے ساتھ ان کا تعلق قائم کیا جائے۔

چنانچہ ایک دن جب میں نے سرسری نظر سے اس کا جائزہ لینا شروع کیا تو حیرت ہوئی کہ اگر وہ آنکھیں کھول کر محض اپنی یادداشت سے ہی کام لیتے یعنی کلرکوں کے سپرد کام نہ کرتے اور یہ نہ کہتے کہ بس! جماعت کو چھٹی لکھ دو جس جماعت میں کوئی ہے اور پھر دیکھو کیا جواب آتا ہے بلکہ ہوش مندی سے اس فہرست کا مطالعہ کر لیتے تو وہ نسل جو قادیان کی پروردہ ہے اس نسل کے ذہن میں بہت سی یادیں محفوظ ہیں اور با آسانی وہ یادیں دوبارہ تازہ ہوسکتی ہیں۔ چنانچہ جب میں نے دیکھا، میں نے جب نظر ڈالی مثلاً کینیا دیکھا، یوگنڈا دیکھا، افریقہ کے دوسرے ممالک دیکھے تو بہت سے مجھے یاد تھے ان کی اولادیں کینیا چھوڑ کر امریکہ چلی گئی ہیں، کوئی کینیڈا جا کر آباد ہو گیا ہے اسی طرح کچھ لوگ پاکستان چلے گئے اور اچھے بھلے معروف لوگ ہیں۔ اسی طرح قادیان میں بہت سے ایسے تھے جو وہاں سے ہجرت کر کے افریقہ چلے گئے تھے یا افریقہ چھوڑ کر کسی اور ملک میں چلے گئے۔

تو محض ایک سرسری جائزہ بھی اگر لے لیا جاتا اور افسران متعلقہ جن کو قادیان میں پرورش پانے کی سعادت ملی ہوئی ہے وہ اکٹھے بیٹھ کر یا الگ الگ غور کرتے تو بہت بھاری تناسب ایسا تھا ان فہرستوں میں سے، ناموں میں سے بھاری تعداد میں ایسے افراد تھے جن کو ازسرنو دریافت کر لینا کوئی مشکل کام نہیں تھا اور ان کی اولادوں کے متعلق بھی معلوم کرنا کوئی مشکل کام نہیں تھا۔ ان اولادوں پر جب ان کے نام پر میں نے سرسری نظر ڈالی تو پتا چلا کہ خدا کے فضل سے بہت اچھے حال میں ہیں اکثر بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ جن کا مجھے علم تھا وہ سارے ہی خدا کے فضل سے غیر معمولی دنیاوی لحاظ سے یا غیر معمولی طور پر خوشحال تھے یعنی لکھ پتی نہ سہی مگر خوشحال لوگوں میں شمار ہوتے ہیں اور ہوسکتا ہے بلکہ مجھے تو یقین ہے کہ جماعت کے اولین قربانی کرنے والوں کی قربانی کا صلہ ہے جو اللہ تعالیٰ اس طرح بھی ان کو دے رہا ہے کہ ان کی اولادوں کے اموال میں برکت ڈال رہا ہے۔ اس لحاظ سے تو ان پر دوہرا فرض عائد ہوتا ہے اور فرض کا سوال نہیں ان کو یہ پتا لگ جائے کہ کن بزرگوں کی یادوں کو ہم نے زندہ کرنا ہے کن کی نیکیوں کو ہم نے زندہ کرنا ہے۔ اب اس رنگ میں ہم دفتر اول میں شمولیت کا بھی ایک رستہ پا سکتے ہیں۔ تو یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ فوری طور پر سعادت سمجھتے ہوئے اس تحریک میں شامل نہ ہوں۔

چنانچہ چوہدری حمید اللہ صاحب جو وکیل اعلیٰ ہیں وہ چونکہ یہاں موجود تھے ان کو میں نے خود

یہ معاملہ سمجھا دیا۔ میں نے کہا اب آپ ایک موقع اور لینا چاہتے ہیں یا میرے سپرد کرنا چاہتے ہیں کہ میں خود سنبھال لوں۔ تو انہوں نے کہا کہ مجھے افسوس ہے وکیل اعلیٰ ہونے کے لحاظ سے میری ذمہ داری تھی مگر میں اب عہد کرتا ہوں کہ واپس جا کر پوری ہوشمندی کے ساتھ جس حد تک ممکن ہے ایک سال کے اندر اندر ان سب بظاہر گمشدہ بزرگوں کو دوبارہ دریافت کرنے کی کوشش کروں گا اور جو بقیہ نام رہ جائیں گے وہ ہم آپ کو بھیج دیں گے تا کہ اپنے طور پر آپ نے جو کوشش کرنی ہے کریں۔

تو اس پہلو سے میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ کے فضل سے ایک بڑی تعداد، بہت بھاری تعداد ان میں سے ایسی ہوگی جن کا چندہ دائمی ہو جائے گا اور میں نے تحریک جدید کو یہ بھی کہا تھا کہ جب اس کام سے آپ فارغ ہو جائیں تو پھر وہ ایسے تمام افراد جن کے متعلق سب کوششوں کے باوجود ہم معلوم نہیں کر سکتے وہ کہاں ہیں ان کے متعلق میں وعدہ کرتا ہوں کے انشاء اللہ تعالیٰ حسب توفیق ان کے چندوں کو زندہ رکھنے اور جہاں تک خدا تعالیٰ نے زندگی عطا فرمائی اس وقت تک اس عہد کو نبھانے کی کوشش کروں گا۔ تو اس لحاظ سے میں امید رکھتا ہوں کہ سوائے ان چند لوگوں کے جو بعض ابتلاؤں کا شکار ہو گئے اور جماعت سے ہٹ گئے باقی سب کے کھاتے ہمیشہ کے لئے دوام پکڑ جائیں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ تا ابد زندہ رہیں گے۔

دفتر اول کے بعد دفتر دوم کو پینتالیس (۴۵) واں سال ہے اور دفتر سوم کو چوبیس (۲۴) واں سال ہے اور چہارم جو چوتھا سال ہے اس کے آغاز کو صرف چار سال ہوئے ہیں۔

دوسرا پہلو خاص قابل توجہ یہ ہے کہ جماعت کو میں نے یہ نصیحت کی تھی کہ صرف چندے کو بڑھانا ہمارا مقصد نہیں بلکہ چندہ دینے والوں کی تعداد کو بڑھانا اولیت رکھتا ہے۔ جہاں تک جماعت کی ضرورتوں کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام بڑھتی ہوئی ضرورتیں خود بخود پوری ہوتی چلی جارہی ہیں۔ میں نے اندازہ لگایا ہے کہ ہماری کام کی توفیق کے ساتھ خدا تعالیٰ خرچ بھی مہیا کرتا جاتا ہے یعنی ضرورت تو یہ ہے کہ ساری دنیا میں ہر جگہ ہم فوری طور پر باقاعدہ مساجد قائم کریں، مشنز قائم کریں اور تبلیغ کا کام شروع کریں اور سارے عالم کا کام سنبھال لیں۔ یہ ضرورت تو بہر حال ہمیشہ کے لئے ہے لیکن آپ سوچیں گے کہ یہ ضرورت تو پوری نہیں ہو رہی۔ میں جب کہتا ہوں کہ خدا ضروتوں کو پورا کرنے کا کفیل ہے اور کبھی بھی اس نے خالی ہاتھ نہیں چھوڑا تو میری مراد یہ ہے کہ ہماری

ضرورتوں کو ہمارے کام کرنے کی توفیق سے ایک نسبت ہے۔ جتنے جتنے مخلصین کام کرنے کے لئے مہیا ہوتے چلے جاتے ہیں ان کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ ایسی ضرورتیں سامنے آجاتی ہیں جن میں وہ خدمت سرانجام دے سکتے ہیں اور اس کے ساتھ پھر روپے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ ایسی ساری ضرورتیں لازماً خدا تعالیٰ کے فضل اور توفیق سے پوری ہوتی ہیں۔ کبھی بھی خلیفہ وقت خالی ہاتھ ہو کر نہیں بیٹھ سکتا کہ یہ ضرورت سامنے آئی ہے اس کے لئے خدمت گار بھی موجود ہیں لیکن ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ اس لئے میرا کامل ایمان ہے اور میرا تجربہ ہے اس تجربہ کی روشنی میں میں سمجھتا ہوں کہ میرا ایمان بالکل درست اور سچا ہے کہ جماعت احمدیہ اپنے کام کی توفیق بڑھائے خدا تعالیٰ اسے پورا کرنے کے لئے ذرائع ضرور مہیا فرمائے گا۔ لیکن کام کی توفیق بڑھانے کے لئے اخلاص کی توفیق بڑھانی چاہئے اور مخلصین کی تعداد بڑھانی چاہئے۔ اس لئے تحریک جدید کا چندہ ہو یا دوسرے چندے ہوں ہمیں زیادہ زور اس بات پر دینا چاہئے کہ زیادہ سے زیادہ چندہ دہندگان کی تعداد بڑھتی رہے کیونکہ مجھے یقین بھی ہے اور تجربہ بھی اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ جو لوگ خدا کی راہ میں مالی قربانی میں حصہ لینا شروع کر دیتے ہیں دو باتیں ان کے ساتھ پیش آتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ ان کے اندر خدمت کا جذبہ بھی بڑھنا شروع ہو جاتا ہے۔ دوسرے اللہ تعالیٰ ان کے اموال میں بھی برکت دیتا ہے اور ان کے رزق میں بھی برکت دیتا ہے۔ تو یہ قطعی اور یقینی چیز ہے اس میں کسی اندازے اور تخمینے کی بات نہیں ہے۔ اس لئے جماعت نے اگر ذمہ داریاں ادا کرنی ہیں اور کام بہت زیادہ ہیں تو یہی ایک طریق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور مخلصین کی تعداد بڑھا کر پیش کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے نتیجہ میں کام کی نئی نئی راہیں بھی آپ پر کھولتا چلا جائے گا اور ان راہوں پر چلنے کی توفیق بھی خود عطا فرماتا رہے گا۔

اَرِنَا مَنَاسِكَنَا (البقرہ:۱۲۹) کی ایک دعا قرآن کریم میں درج ہے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا سے عرض کیا کہ اے خدا! مجھے میری قربان گاہیں دکھا، وہ طریق بتا جس سے میں قربانیاں پیش کروں۔ اس کا حقیقی معنوں میں مفہوم اسی شخص پر ظاہر ہوتا ہے جو قربان گاہوں کی تلاش میں آگے بڑھتا ہے اور پھر معلوم کرتا ہے کہ خدا کی توفیق کے بغیر قربان گاہیں بھی نصیب نہیں ہوا کرتیں۔ اس نسبت سے جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے یہ فہم عطا فرمایا ہے جو حقیقی عرفان ہے کہ قربان گاہوں کو بڑھانے کے لئے دعا مانگنے کا مطلب کیا ہے۔ جوں جوں آپ یہ دعا کریں گے اور اخلاص

کے ساتھ آپ اس راہ میں قدم آگے بڑھائیں گے خدا تعالیٰ نئے کام آپ کے سامنے پیش کرتا چلا جائے گا اور دعا کے بغیر ان نئے کاموں کو سرانجام دینے کی توفیق نہیں مل سکتی۔

پس یہ وجہ ہے کہ میں ہمیشہ زور دیتا ہوں کہ چندہ دہندگان کی تعداد میں اضافہ کریں۔ شروع میں وہ بے شرح سہی، خواہ اپنی توفیق کے مقابل پر سوواں حصہ بھی ادا کر رہے ہوں لیکن فوراً ہر نئے شامل ہونے والے کو یا ہر نئے کمانے والے کو جماعت کے چندوں کے نظام میں شامل کرنا چاہئے اور اسی اصول کے تابع تحریک جدید کے چندہ دہندگان کی تعداد میں اضافہ کرنا چاہئے۔ اگر چہ ہر سال خدا کے فضل سے یہ اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے لیکن جماعت کی تعداد کے مقابل پر ابھی بہت کمی ہے اور یہ کمی زیادہ تر پاکستان کے بعض اضلاع میں جو پرانے اضلاع ہیں جہاں جماعتیں بھاری تعداد میں موجود ہیں لیکن تربیت کی کمی رہ گئی ہے اور افریقہ کے ممالک میں ہے اور انڈونیشیا میں بھی ابھی کافی کمی ہے باوجود اس کے کہ وہ گزشتہ چند سال سے نسبتاً تیز قدموں سے آگے بڑھ رہے ہیں۔

جہاں تک افریقہ کے حالات کا تعلق ہے کچھ ان کی ایسی مجبوریاں ہیں جس کے پیش نظر ہم ان کو کچھ دیر کے لئے یہ سہولت دے سکتے ہیں کہ آپ رفتہ رفتہ کچھ تھوڑا تھوڑا قدم آگے بڑھائیں اور آپ سے ہمیں تیز آگے بڑھنے کی توقع نہیں ہے۔ وجہ یہ ہے کہ افریقہ اس وقت بالعموم شدید اقتصادی بحران کا شکار ہے اور جہاں جماعتیں بہت کثرت سے ہیں وہاں اس بحران کے نتیجے میں صرف یہ تکلیف دہ بات سامنے نہیں آرہی کہ احمدی انفرادی طور پر غریب ہیں بلکہ انتظامیہ کو افراد سے تعلق قائم کرنے کی راہ میں بے حد دقتیں ہیں۔ یعنی یہاں تو آپ نے چندے کی تحریک کی اور ٹیلی فون کے ذریعے اسی دن ساری جماعت کو آپ نے مطلع کر دیا۔ وہاں ٹیلی فون کا تو خیر سوال نہیں خط لکھ کر اطلاع دینے میں بھی بعض دفعہ مہینوں لگ جاتے ہیں اور سفر اختیار کرنا بہت ہی دقت طلب ہے۔ سڑکیں خراب اور جو سواریاں ہیں وہ ناقابل اعتماد۔ بعض دفعہ مہینوں پٹرول نہ ہونے کی وجہ سے باقاعدہ چلنے والی جو مسافر بسیں ہیں وہ بھی نہیں چلتیں۔ ٹرک کھڑے رہ جاتے ہیں سامان لے کر ان کو جانے کے لئے توفیق نہیں ملتی۔ دشوار گزار رستے جو دن بدن خراب ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ بہت ہی بدحالی کی کیفیت ہے۔ اس لئے باوجود اس کے کہ ملک کی انتظامیہ مخلص بھی ہے، وہ چاہتی بھی ہے کہ ہر آواز پر لبیک کہے لیکن رابطے کی مجبوریاں ایسی ہیں کہ وہ آواز ہی نہیں پوری طرح پہنچا سکتے آگے سے

کیا اس کے جواب میں اگر لبیک کی آواز آئے بھی تو وہ بھی دو تین مہینے کے بعد سنائی دے گی اور ایسے حالات میں طبعاً انسان غفلت کا شکار ہو جاتا ہے اور خصوصاً اگر غریب ملک ہو تو اس غریب ملک میں یہ کمی Communications یعنی رابطہ کی کمزوری اور بھی زیادہ بد نتائج ظاہر کرتی ہے۔ تو بھاری تعداد افریقہ میں بسنے والے احمدیوں کی ایسی ہے جو بہت بھاری تعداد ہے جو اس تحریک جدید کے نظام میں شامل نہیں ہو سکی اور ان کو جب کہا بھی جائے تو نرمی سے کہنا پڑتا ہے کیونکہ بعض تو ایسے ہیں جو زکوٰۃ کے مستحق ہیں۔ جو زکوٰۃ کے مستحق ہیں وہ بیچارے تو عام چندہ بھی نہیں دے سکتے کجا یہ کہ ان سے طوعی چندے وصول کئے جائیں۔

تو ہم پوری کوشش تو کر رہے ہیں کہ اقتصادی بہتری کے لئے بھی کچھ پروگرام جاری کریں اور یہاں انگلستان میں چوہدری انور احمد صاحب کاہلوں کی صدارت میں ایک کمیٹی قائم کی گئی ہے جو افریقہ کو اقتصادی لحاظ سے اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کے لئے تجاویز پر غور کرتی ہے اور ان سے میں نے کہا ہے کہ ان تجاویز پر عمل درآمد بھی آپ ہی کی ذمہ داری ہے۔ اس میں کچھ تجربہ کار بینکرز کچھ تاجر اس قسم کے لوگ شامل ہیں اور یہ وسیع مشوروں کے بعد بعض اقدامات تجویز کرتے ہیں لیکن یہ چیزیں ایسی ہیں جو بہت لمبا وقت چاہتی ہیں اور بہت سے سوالات ایسے تیار کر کے افریقہ کے ممالک میں بھیجتے ہیں جن کا جواب آنے میں ہی مہینوں لگ جاتے ہیں۔ وہی کمزوری ہے جو میں پہلے بیان کر چکا ہوں۔ پھر بعض دوسری جماعتیں بھی ان کے سوالات کے جواب وقت پر نہیں دیتیں۔ تو یہ ساری چیزیں ایسی ہیں جن کے نتیجے میں ہماری رفتار پر برا اثر پڑتا ہے۔

ضمناً میں یہ بھی نصیحت کرتا ہوں کہ جب مرکز سے چٹھیاں جائیں تو اس سے قطع نظر کے میرے دستخط سے گئی ہیں یا کسی احمدی خادم سلسلہ کے دستخط سے گئی ہیں یا میرے علاوہ کسی اور خادم سلسلہ کے دستخط سے گئی ہیں اس کا فوری جواب دینا چاہئے کیونکہ فوری جواب دینے میں روح یہ ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کی طرف سے آنے والے پیغام کا جواب دے رہے ہیں۔ وہ پیغام دینے والا خواہ معمولی کپڑوں میں ملبوس ڈاکیا ہو یا رجسٹر خط پہنچانے والا کلرک ہو اس کو تو آپ نہیں دیکھا کرتے یہ دیکھا کرتے ہیں کہ خط اصل میں کس کی طرف سے آیا ہے پیغام اصل میں کس کا ہے۔

تو دینی الٰہی جماعتوں میں سب پیغام خدا کی طرف سے آتے ہیں۔ جو پہنچانے والا ہے اس

کی کوئی حیثیت نہیں ہوا کرتی ہے۔ نہ میری کوئی حیثیت ہے نہ دوسرے کارکنان کی کوئی ہے۔ پیغام میں برکت بھی اسی وقت پڑے گی جب آپ سامنے نظر آنے والے شخص کی بجائے اس کے پیچھے کھڑی ہونے والی طاقت پر نظر رکھیں گے اور اس احترام کے ساتھ پیغام کو دیکھا کریں گے کہ دراصل اللہ کے لئے ہے اور اللہ ہی کی طرف سے ہے اور اس پیغام کی جو نیک کاموں پر مشتمل ہے بنیاد کلام الٰہی میں ہے، قرآن کریم میں ہے۔ اس پہلو سے جب آپ اس پر نظر ڈالیں گے تو آپ کے اندر غیر معمولی مستعدی پیدا ہو جائے گی کیونکہ دنیا میں تو اس کا بہت فرق پڑتا ہے۔ بعض ہمارے دفتر کے افسران شکایت کرتے ہیں کہ جی ہم نے اتنی چٹھیاں لکھیں کوئی جواب نہیں آیا۔ جب میں اپنے دستخط سے چٹھی بھیجتا ہوں تو فوراً جواب آتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اثر پڑتا ہے لیکن ان کی نظر مجھ تک آ کے ٹھہر گئی ہے۔ حالانکہ اتنی سی بات تو غالب کو بھی سمجھ آ گئی تھی کہ:

ہے پرے سرحد ادراک سے، اپنا مسجود
قبلہ کو اہل نظر قبلہ نما کہتے ہیں (دیوان غالب صفحہ:۱۴۶)

کہ تصورات کی جو حدیں ہیں ان سے بھی بہت پرے ہمارا معبود و مسجود ہے۔ جو اہل بصیرت لوگ ہیں جو معاملات کا عرفان رکھنے والے ہیں وہ قبلے کو قبلہ نما کہا کرتے ہیں اور جو کم نظر لوگ ہیں وہ قبلہ نما کو قبلہ نما سمجھتے ہیں۔ قبلہ نما وہ پرندہ نما ایک کاغذی یا کسی اور ہلکے مادے کی بنی ہوئی چیز ہوا کرتی ہے جو ہوا کا رخ بتایا کرتی ہے لیکن اس کے ساتھ اگر وہ سورج کے تعلق کو قائم کر کے اس کا رخ قبلے کی طرف معین کر دیا جائے تو اس وقت درحقیقت قبلہ نما کہلاتی ہے۔ وہی چیز ہے جو ہوا کا رخ ماپنے کے لئے لوگ دیکھتے ہیں اگر اس کو باقاعدہ اندازے لگا کر قبلہ کی طرف رخ کر کے Fix کر دیا جائے تو اس وقت وہ صحیح معنوں میں قبلہ نما بنتا ہے۔ تو غالب کے نزدیک قبلہ نما وہ نہیں ہے قبلہ نما تو قبلہ ہے کیونکہ قبلہ سے ہمیں خدا دکھائی دیتا ہے اور قبلہ نما اپنی ذات میں مقصود نہیں ہے۔ پس دنیا میں خدمت دین کرنے والے قبلہ نہیں ہیں وہ قبلہ نما ہیں۔ اس پہلو کے اوپر جب آپ نظر رکھتے ہیں تو ہر قبلہ نما ایک ہی جیسا ہو جاتا ہے۔ اس پہلو سے ایک جیسا ہو جاتا ہے کہ جو کچھ وہ کہتا ہے اگر اس کا انحصار قرآن پر اور آنحضرت ﷺ کے کلام پر ہے تو بات اسی طرح مانی جائے گی جس طرح کوئی اور شخص اس بات کو کہے۔ یہی وہ دراصل عرفان کا نقطہ ہے جو قرآن کریم ان الفاظ میں ہمیں سمجھاتا ہے کہ

لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ (البقرہ:۲۸۶) ایک پہلو سے تو رسولوں میں بے شمار فرق ہے۔ ان کے سب سے آخری مقام پر حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ خاتم النبیین فائز ہیں اور دوسری طرف خدا فرماتا ہے مومنوں کے دل کی آواز یہ ہے لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ کہ ہم خدا کے رسولوں کے درمیان کوئی تفریق نہیں کرتے۔ وہی قبلہ نمائی کا مضمون ہے جو اس میں بیان فرمایا گیا ہے۔ یہ مطلع کیا گیا ہے کہ پیغمبر خواہ ادنیٰ ہو یا اعلیٰ ہو، افضل ہو یا کمتر ہو جب وہ خدا کے نام پر آواز بلند کرتا ہے تو مومن کے دل سے اس کے سوا کوئی آواز نہیں اٹھتی کہ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ کیونکہ خدا کے رسول کا پیغام ہے خواہ رسول کیسی ہی حیثیت کا ہے۔ ہم اس آواز میں قطعاً کوئی فرق نہیں کریں گے ہر آواز پر لبیک کہیں گے۔ تو یہ بھی ضمناً مجھے آپ کو سمجھانے کی ضرورت پیش آئی کیونکہ میں نے محسوس کیا ہے ہے کہ رفتہ رفتہ یہ رجحان پھر بڑھ رہا ہے اس کو میں دباتا ہوں پھر یہ دوبارہ شروع ہو جاتا ہے کہ خلیفہ وقت کی طرف سے آواز اٹھنے کے بعد جو خدا کی طرف سے یعنی کلام الٰہی پر مبنی ہوا کرتی ہے اور فرمان محمد مصطفی ﷺ پر مبنی ہوا کرتی ہے اور ان کے دائرہ اختیار کے اندر رہتی ہے اس آواز کو آگے پہنچانے والے سارے اسی طرح سلوک کے مستحق ہیں جس طرح وہ شخص جس نے اس آواز کا آغاز کیا ہے آپ کے لئے اور اس میں آپ کو کوئی تفریق نہیں کرنی چاہئے۔

تو بہر حال دوسرا پیغام آج کے نئے سال کے لئے میرا یہ ہے کہ تعداد بڑھانے کی طرف مزید توجہ کریں۔ اس پہلو سے یہ ایک خوشی کی خبر ہے کہ جو سال اب ختم ہو رہا ہے اس میں ہماری تعداد یعنی تحریک جدید کے چندہ دہندگان کی تعداد ایک لاکھ سے بڑھ چکی ہے۔ اس وقت میں معین طور پر نہیں کہہ سکتا کہ کتنی بڑھی ہے کیونکہ ایک لاکھ پانچ ہزار کی جو تعداد اس وقت میرے سامنے ہے اس میں بہت سے ممالک کی تعداد شامل نہیں ہے۔ یعنی آج صبح تک جتنی بھی اطلاعات ملی ہیں یہ ان کا مجموعہ ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اللہ کے فضل سے اس وقت تک اس سے بہت زیادہ نہ صحیح لیکن تقریباً پندرہ بیس فیصد اس میں اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ تو اس پر مزید تعداد بڑھانے کی ضرورت ہے اور گنجائش بہت ہے۔ گنجائش کا تو یہ حال ہے کہ بعض ضلع کے ضلع جن کو میں ذاتی طور پر جانتا ہوں یعنی پاکستان میں جہاں بارہا دوروں کی توفیق ملی ہے، گاؤں گاؤں جانے کا موقع ملا ہے وہاں اللہ تعالیٰ کے فضل

سے بعض دیہات پورے کے پورے احمدی ہیں اور بچے بڑے اکٹھے کر کے ہزار ہا کی تعداد میں ایک ایک گاؤں میں احمدی ہیں لیکن ان ضلعوں کا مجموعہ جو ہے وہ چند ہزار تک پہنچ کر ٹھہر جاتا ہے۔ تو گنجائش تو بے انتہا ابھی موجود ہے۔ اس لئے اگر اس پہلو سے جماعتیں پھر ایک دفعہ کوشش کریں تو امید رکھتا ہوں کہ اس سال ہماری تعداد خدا کے فضل سے کافی بڑھ سکتی ہے۔

جہاں تک سال رواں کا سال گزشتہ سے موازنہ ہے یہ پچھلے سال کی ساری وصولی ہے۔ چار لاکھ اٹھائیس ہزار ایک سو انیس (4,28,119) پاؤنڈ بنتی ہے۔ جو ایک کروڑ چھتیس لاکھ ننانوے ہزار آٹھ سو آٹھ (1,36,99,808) روپے ہے لیکن وعدہ تھا وہ چھ لاکھ انسٹھ ہزار کا تھا جس کا مطلب ہے کہ اگر وصولی پوری ہوتی تو دو کروڑ گیارہ لاکھ گیارہ ہزار چار سو چھپن (2,11,11,456) روپے ہونی تھی۔ چونکہ ابھی بہت سی جماعتوں کو رپورٹیں آنی باقی ہیں اس لئے میں امید رکھتا ہوں کہ چار لاکھ اٹھائیس ہزار کے مقابل پر عملاً وصولی زیادہ ہوئی ہوگی اور یہ صحیح نہیں ہے کہ یہاں آکر وصولی ٹھہر گئی لیکن جن جماعتوں کی رپورٹیں آئی ہیں ان پر میں نے تفصیل سے نظر ڈالی ہے ان میں بھی ابھی کمی باقی ہے اور بعض جماعتیں جن سے توقع تھی کہ وہ اپنا وعدہ بہر حال پورا کریں گی مثلاً انگلستان کی جماعت، مثلاً امریکہ کی جماعت۔ ان جماعتوں میں بھی ابھی کمی ہے۔ تو ان کے لئے آج پیغام یہ ہے کہ اپنی گزشتہ کمی کو بھی پورا کرنے کی کوشش کریں۔ معلوم ہوتا ہے تحریک جدید کا نظام چلانے والوں سے کچھ کوتاہی ہوئی ہے یا کوئی اور ایسی وجہ پیدا ہوئی ہے کہ جماعت بحیثیت جماعت اس طرف توجہ نہیں دے سکی۔

یاد رکھیں کہ جو وعدے کئے جاتے ہیں **ان کو پورا کرنا ایک اخلاقی ذمہ داری ہے اور جہاں تک مومن کا تعلق ہے یہ عام اخلاقی ذمہ داری سے بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے اور جہاں تک خدا سے کئے جانے والے وعدوں کا تعلق ہے اس میں اور بھی زیادہ تقدس پیدا ہو جاتا ہے۔** اس لئے سوچ کر وعدے کیا کریں۔ ایک اندازہ لگا کر وعدہ کیا کریں اور پھر خدا تعالیٰ سے توفیق مانگتے رہا کریں یعنی دعا کے ذریعے یہ توفیق مانگتے رہا کریں کہ آپ نے جو وعدہ کیا ہے کم سے کم اتنا پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اگر آپ یہ دعا کریں کہ اس وعدے کو بڑھا کر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے تو یہ بھی کوئی تعجب کی بات نہیں کہ یہ دعا آپ کے حق میں قبول ہو۔ تو اپنے ارادے بلند رکھیں تا کہ کم سے کم جو وعدہ

پورا کرنے کا معیار ہے اس سے تو نیچے نہ گر سکیں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر توجہ دلائی جائے تو آسانی کے ساتھ یہ وعدے بھی پورے ہو سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر میں جو خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑی بڑی جماعتیں ہیں جنہوں نے ماشاء اللہ قربانی میں بڑا نمایاں حصہ لیا ہے ان کے نام پڑھ کر آپ کو سناتا ہوں۔

جہاں تک بیرون پاکستان جماعتوں کا تعلق ہے جرمنی صف اول میں پہلی ہے۔ جرمنی نے دولاکھ اکتالیس ہزار سات سو (2,41,700) جرمن مارکس کا ۸۸۔۸۷ء میں وعدہ کیا تھا جس کی کل مقدار پاؤنڈوں میں چھہتر ہزار ایک سو اکانوے (76,191) بنیں گے۔ اس میں سے جو اطلاعیں ملی ہیں اس کے مطابق چوہتر ہزار (74,000) پاؤنڈ جرمنی کی جماعت ادا کر چکی ہے اور مجھے یہ خیال ہے کہ چونکہ اس تاریخ تک پوری اطلاعیں نہیں آیا کرتیں اس لئے بعید نہیں کہ جرمنی کی وصولی کی مقدار اس سے زیادہ ہو اور اصل سے آگے بڑھ چکے ہوں لیکن فی الحال میں تا وقت موصول ہونے والی اطلاعوں کے مطابق آپ کو صورتحال سے مطلع کر رہا ہوں۔

جرمنی کے بعد دوسرے نمبر پر خدا تعالیٰ کے فضل سے انگلستان ہے۔ انہوں نے چھہتر ہزار ایک سو اکانوے جرمنی کے وعدہ کے مقابل پر چوہتر ہزار (74,000) پاؤنڈ کا وعدہ کیا تھا مگر وصولی میں یہ بہت پیچھے رہ گئے ہیں اور وصولی اکاون ہزار آٹھ سو بائیس (51,822) پاؤنڈ کی ہے۔ امریکہ تیسرے نمبر پر ہے۔ امریکہ کا وعدہ انسٹھ ہزار تین سو اٹھاسی کا تھا۔ ایک سو دس کو اگر موجودہ قیمت پر پاؤنڈ میں تبدیل کریں تو انسٹھ ہزار تین سو اٹھاسی (59,388) بنتے ہیں۔ اس کے مقابل پر ان کی وصولی سینتالیس ہزار سات سو چھبیس (47,726) پاؤنڈ ہے۔ گویا کہ وعدوں کے لحاظ سے بھی یہ تیسرے نمبر پر ہے اور وصولی کے تناسب کے لحاظ سے بھی تیسرے نمبر پر ہے۔

کینیڈا وعدوں کے لحاظ سے تو چوتھے نمبر پر ہے یعنی پینتیس ہزار ایک سو تینتیس (35,133) کا وعدہ تھا لیکن وصولی کے لحاظ سے خدا کے فضل سے اس وقت سو فیصد وصولی ہو چکی ہے اور یہ امتیاز مغربی دنیا میں سے کینیڈا کو بھی حاصل ہے اور اس کے علاوہ نسبتاً چھوٹے بعض وعدہ کرنے والوں کو بھی حاصل ہے۔

تو یہ چار بڑی جماعتیں ہیں مغربی دنیا کی جنہوں نے اللہ کے فضل سے تحریک جدید کا زیادہ تر بوجھ اٹھایا ہوا ہے اور بڑی ہمت اور کوشش سے آگے قدم بڑھانے کی کوشش کر رہی ہیں۔ کینیڈا چوتھا ہونے کے باوجود وصولی کے لحاظ سے نمبر ایک ہے۔ لیکن نسبتاً چھوٹے ممالک میں نمایاں طور پر آگے

قدم بڑھانے والوں میں ڈنمارک اور ناروے ہیں۔ انہوں نے اپنی توفیق کے مطابق وعدے بھی بڑھائے اور وصولی سو فیصد سے زیادہ کی ہے۔ یہاں وصولی بڑھنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ سارا سال باہر سے کچھ اور لوگ آ کر جماعت میں شامل ہوتے رہے ہیں اور وہ نئے وعدوں میں شامل ہوتے رہے جسکا مطلب یہ ہے کہ جماعت نے بڑی مستعدی سے اس بات پر نظر رکھی ہے کہ جہاں کہیں جماعت میں اضافہ ہوا ہے وہاں اس کے ساتھ رابطہ کر کے اس کو چندوں کے نظام میں بھی شامل کیا جائے۔ بہر حال یہ ایک اعزاز ہے ان دونوں جماعتوں کا۔

ساؤتھ افریقہ کو بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ اعزاز ہے کہ وعدوں سے زیادہ وصولی ہوئی۔

ایران کو بھی یہ اعزاز ہے لیکن ایک پہلو سے ان سب سے ایران فوقیت لے جاتا ہے۔ ایران میں آپ جانتے ہیں کہ حالات پچھلے چند سال سے بہت ہی زیادہ مخدوش تھے اور گزشتہ سال تو جب شہروں پر بمباری ہونی شروع ہوئی تو اس قدر افراتفری کا عالم تھا کہ بہت سے ایرانی بھی وہ شہر چھوڑ گئے اور دیہاتوں میں منتقل ہوئے اور بہت سے باہر سے آ کر بسنے والے احمدی ایران ہی چھوڑ کر واپس چلے گئے۔ اس پہلو سے ان کے سیکرٹری مال صاحب کو بہت تشویش تھی کہ یہ نہ ہو کہ ہم وعدہ بھی پورا نہ کر سکیں لیکن وہ خدا کے فضل سے ہمت والے ہیں دعا بھی کرتے رہے دعاؤں کی یاددہانی بھی کراتے رہے اور محنت بھی بہت کی۔ چنانچہ نتیجہ یہ نکلا کہ ایک لاکھ اکتیس ہزار (1,31,000) ریال کے وعدہ کے مقابل پر اس وقت تک کی اطلاع کے مطابق ایک لاکھ ستاون ہزار چھ سو ساٹھ (1,57,660) ریال وصول کر چکے ہیں۔ جو اس چھوٹی سی جماعت کے لحاظ سے خدا کے فضل سے بہت ہی قابل قدر قربانی ہے۔

بحالی کھاتہ جات میں جو خاص طور پر کام ہوا ہے ان باتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان کی روشنی میں کہہ رہا ہوں ویسے تو خاص طور پر کوئی کام نہیں ہوا مگر نسبت کے لحاظ سے جو خاص طور پر کام ہوا ہے پاکستان میں دو سو چونتیس کھاتے بحال کئے گئے ہیں اور بیرونی دنیا میں صرف کینیڈا کو یہ اعزاز ہے کہ انہوں نے کھاتے بحال کرنے کی طرف توجہ کی اور پچیس کھاتے بحال کئے ہیں۔ اس ضمن میں ایک تو یہ طریق ہے کہ مرکز سے جو آپ کو اطلاع ملتی ہے کہ ان ان ناموں کو تلاش کریں اس پر غور کریں اور کوئی کمیٹی بٹھائی جائے جو نسبتاً معمر لوگوں کی ہو جو کچھ نہ کچھ پرانے لوگوں کو جانتے ہوں اور مختلف

ممالک سے تعلق رکھنے والے ہوں۔ایک تو یہ طریق ہے اس پر آپ غور کریں۔ دوسرا یہ ہے کہ اگر جماعتیں اس بات کو سرکلر کریں کہ تمام خاندانوں کے مطلع کر دیا جائے کہ آپ کے خاندانوں میں کچھ بزرگ ایسے ضرور ہوں گے جن کے متعلق یہ سوچا بھی نہیں جا سکتا کہ وہ تحریک جدید کے ممبر نہیں تھے۔ تو آپ کو اگر خواہش ہے کہ پتا کریں تو ان بزرگوں کے نام پتے، کہاں کہاں رہے ہیں وہ۔ مثلاً بعض دفعہ یہ ہوا ہے کہ کچھ دیر یوگنڈا رہے پھر کینیا چلے گئے، پھر کسی اور ملک روانہ ہو گئے یا انگلستان یا پھر پاکستان آ گئے۔مختلف ملکوں میں پھرنے والے لوگ ہوتے ہیں اور ان کے ایڈریسز (Adresses) آخری کتاب میں جو موجود ہیں ہمیں پتا نہیں کہ وہ کس وقت کے ہیں۔ بعض ایسے نکلے ہیں جو آغاز میں قادیان میں چندہ دینے والے تھے اور ان کا قادیان ہی کا پتا رہا ہے حالانکہ اس عرصے میں وہ نقل مکانی کرتے ہوئے کئی ملک تبدیل کر چکے ہیں۔ بعض ایسے ہیں جن کا پتا ہی بعد کا ہے یعنی کسی وقت کسی نے ٹھیک کرا دیا ہوگا تو وہ بعد کا پتا درج ہو گیا۔ تو اس پہلو سے اگر ان سے یہ درخواست کی جائے یا عام اعلان بار بار کیا جائے تو اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کے خاندان کے بزرگوں کے نام اس دفتر اول کی نسبت سے ہمیشہ کے لئے زندہ رہیں تو آپ ہمیں بتائیں وہ بزرگ کہاں کہاں تھے، کیا کیا کرتے تھے، کس کس جگہ گئے۔ پھر آسان ہو جائے گا وہاں کی فہرست میں جہاں جہاں وہ گئے ہیں ان کے نام تلاش کریں آپ کو کہیں نہ کہیں وہ نظر آ جائیں گے انشاء اللہ۔ تو بہر حال اگر پوری کوشش کریں تو ایک سال کے اندر اندر بہت بڑا کام ہو سکتا ہے۔

ایک تحریک چلائی گئی تھی خصوصی معاونین کی پاکستان میں اس تحریک کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے تحریک جدید کے کل وعدوں میں بہت اضافہ ہوا ہے اور تین ہزار نو سو تینتیس (3,933) احباب اس تحریک میں شامل ہو گئے ہیں۔ اس کا طریق کار یہ ہے کہ وہ مقرر کر دیتے ہیں ٹارگٹس کہ اگر آپ ایک ہزار روپیہ دینا چاہتے ہیں تو یہ جو معاونین خصوصی کی پہلی فہرست ہے اس میں آپ داخل ہو جائیں گے۔ یعنی اس کا انعام تو خدا نے دینا ہے مگر ایک ٹارگٹ مقرر کرنے سے انسان کے اندر تحریک پیدا ہو جاتی ہے کہ چند قدم اور بڑھا کر میں ہزار والوں میں کیوں نہ شامل ہو جاؤں۔ جو پندرہ سو پہ ٹھہرے ہوئے ہیں ان کو بتایا جاتا ہے کہ دو ہزار کا اگلا قدم ہے اس فہرست میں آ جائیں۔ تو اس طرح رفتہ رفتہ کچھ قدموں میں انہوں نے فہرستیں بنا رکھی ہیں۔ اتنے قدم پر آ کر آپ فلاں منزل میں

چلے جائیں گے۔اس طرح کا اگر نظام باہر کے ملکوں میں فائدہ مند ہوسکتا ہے تو اس سے بھی استفادہ کرنا چاہئے۔

جہاں تک پاکستان سے باہر چندہ دہندگان کی تعداد کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہندوستان دوسرے نمبر پر ہے۔حالانکہ تعداد کے لحاظ سے ہندوستان اب بہت سے دوسرے ممالک سے بہت پیچھے رہ گیا ہے لیکن معلوم ہوتا ہے جو پرانی قربانی کی جاگ تھی، پرانی قربانی کے مزے کی عادت تھی وہ ابھی تک چل رہی ہے اسی طرح اللہ کے فضل سے اور پھر اس کے بعد نمبر دو انڈونیشیا کی باری ہے۔افریقین ممالک کے میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ ان کا اس وقت جو حال ہے اس پر ان کو تحریک کرنے کے لئے بھی پوری طرح شرح صدر نہیں ہوتا کہ اس پہ زیادہ محنت کریں۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے جب وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہوں گے تو وہ قربانی میں کسی سے پیچھے نہیں رہیں گے کیونکہ جو میں نے جائزے لئے ہیں وہاں کوئی افریقن جماعت ایسی نہیں جو اخلاص میں کسی دوسری جماعت سے پیچھے ہو۔بڑی قربانی کا جذبہ رکھتے ہیں لیکن اس وقت مجبوریاں درپیش ہیں۔

بہر حال پھر انڈونیشیا کے بعد جرمنی ہے پھر برطانیہ پھر امریکہ پھر کینیڈا۔اس طرح تدریجاً تعداد کم ہوتی چلی جارہی ہے اور جو تعداد میرے سامنے ہے وہ اس وقت پڑھنے کا وقت نہیں۔مگر تعداد کو دیکھ کر مجھے اندازہ ہے کہ جو ممالک پیش پیش ہیں ان میں بھی ابھی بہت گنجائش موجود ہے۔یعنی تیسرا حصہ، چوتھا حصہ تعداد شامل ہے بعض جگہ۔بعض جگہ ایک فیصد شامل ہے۔بعض جگہ اس سے بھی کم شامل ہے۔تو گنجائش بہت ہے اللہ تعالیٰ کرے کہ ہمیں اس کی توفیق ملے۔کسی چندے کا بھی آپ عادی بنادیں پھر دیکھیں گے خدا کے فضل سے وہ شخص کس طرح تیزی سے مالی قربانی میں بھی اور وقت کی قربانی میں بھی پہلے کی نسبت زیادہ ترقی کرتا ہے۔

اب آخری بات تحریک جدید کے سال سے تعلق نہیں رکھتی بلکہ اسیران راہ مولا کے لئے دعا کی درخواست کرنی ہے۔یہ جمعہ میں نے خصوصیت سے اسیران راہ مولا کی یادوں میں محو ہو کر ان کے لئے دعا کرنے کے دن کے طور پر تجویز کیا تھا۔ویسے تو کوئی دن ایسا نہیں گزرنا چاہئے کہ اپنے مظلوم بھائیوں کے لئے دل سے بار بار، ایک دفعہ نہیں بار بار کثرت سے دعا نہ اٹھتی ہو لیکن جب ایک دن منایا جائے تو پھر ساری دنیا کی اجتماعی جماعتیں اس دن خصوصیت کے ساتھ ایک مقصود کے اوپر مرکوز

ہو جاتی ہیں اور اس کے نتیجے میں پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت بھی غیر معمولی جلوے دکھاتی ہے۔کل روزے کا دن تھا اور مجھے بڑی خوشی ہے کہ جماعت انگلستان نے کثرت کے ساتھ مرد وزن نے روزے رکھے، بچوں نے بھی روزے رکھے اور آج دعا کا دن بھی ہے اور اس کے ساتھ کوششوں کا دن بھی جو جمعہ تک نہیں بلکہ ہفتہ اتوار تک بھی جاری رہیں گی۔اس عرصے میں جس طرح میں ہدایتیں دے چکا ہوں ان کی روشنی میں آپ اپنے کام کو منظّم کریں اور ساری دنیا میں ان کی مظلومیت کے احساس بیدار کرنے کے لئے مستعد ہو جائیں اور جو جو پہلے آپ کام کر کے آہستہ آہستہ تھک گئے یا سو گئے دوبارہ از سرنو ان کو اٹھائیں اور نئے جذبے نئے جوش کے ساتھ ان سارے کاموں کو، سب ترکیبوں کو دہرائیں اور دوبارہ ان پر عمل شروع کریں جن پر آپ شروع سے اب تک مختلف وقتوں میں کرتے رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم ان کے لئے جو قربانی کی ذمہ داریاں ہم پر عائد ہوتی ہیں وہ ادا کرنے والے ہوں اور اس پہلو سے خدا کی نظر میں بے حس اور مجرم نہ ٹھہریں کیونکہ جو آسانی کی زندگی بسر کرنے والے لوگ ہیں اگر وہ اپنے مشکل میں بسنے والے ساتھیوں کی فکر نہیں کرتے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ خدا کے حضور مجرم ٹھہرتے ہیں۔اس لئے بہت ہی گہری ذمہ داری ہے اسے ہمیں بڑے خلوص کے ساتھ محبت کے ساتھ ادا کرنا چاہئے، خدا سے مانگتے ہوئے ادا کرنا چاہئے اور ان دعاؤں پر آج کے بعد خاص طور پر زور دیں کہ اگلی صدی کا دن نہ چڑھے کہ یہ لوگ ابھی قید کی حالت میں ہوں (آمین) اور اس سے پہلے یہ لوگ آزاد ہوں اور ہمارے ساتھ نئی صدی کے جشن میں ہر طرح سے شامل ہوں۔اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم اپنی دعاؤں اور قربانیوں کے ذریعے خدا کی رحمت کو اس طرح موہ لیں کہ وہ ہر طرف ہر احمدی مظلوم پر برسنے لگے اور ہم اگلی صدی میں واقعۃً ایک جشن کے موڈ کے ساتھ داخل ہوں یہ نہ ہو کہ دل کے کچھ حصے دکھ رہے ہوں اور ہم خوشیاں منا رہے ہوں۔